نابغۂ فلسطین

ترتیب

خلیل احمد رانا

دار الفیض گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ ○ لاہور

نام کتاب : نابغۂ فلسطین

مصنف : خلیل احمد رانا

صفحات : ۳۲

کتابت : محمد نعیم مجتبٰے سیالوی کمپوزنگ سنٹر نعمانیہ چوک گوجرانوالہ

سنِ اشاعت اوّل : رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ فروری ۱۹۹۵ء

تعداد چار ہزار

پروف ریڈنگ : محمد ریاض ہمایوں سعیدی

ھدیہ : دُعائے خیر بحقِ معاونین

بیرون جات کے حضرات تین روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال کر کے طلب فرمائیں۔

ملنے کا پتہ

صاحبزادہ میاں زبیر احمد علوی گنج بخشی قادری ضیائی سجادہ نشین

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ، صدام منزل گلی نمبر ا لال گنج لاہور

قطعہِ تاریخِ وصال

"بے بدل الشیخ الفاضل"

۱۹۳۱ء

مُہرِ مُنیر علّامہ یُوسُف بن اسمٰعیل النبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۳۱ ۱۹ء

ذکر چھیڑو فاضلِ نبہان کا ۔۔۔ تذکرۂ نُورو نُورانی کہو
نکتہ دانِ عالمِ اسلام تھے ۔۔۔ تھے امیرِ بزمِ عرفانی کہو
شارحِ عشقِ حبیبِ کبریا ۔۔۔ عاشقِ محبُوبِ ربانی کہو
زبدۂ بزمِ تصوف آپ تھے ۔۔۔ پیکرِ انوارِ ایمانی کہو
ترجمانِ اہلِ سُنت مرحبا ۔۔۔ حاملِ اوصافِ قرآنی کہو
دانش و بینش میں ضرب المثل تھے ۔۔۔ گوہرِ یکتا تھے نبہانی کہو
نام ان کا کیوں نہ ہو تابندہ تر ۔۔۔ علم کی ان کو تھی ارزانی کہو
ہم خیالِ حضرتِ احمد رضا ۔۔۔ کشتگانِ عشق کے بانی کہو

سالِ رحلت آپ کا مہجورؔ تُم
"قُطبِ عالی شیخِ نبہانی کہو"

۱۳۵۰ھ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

از اثرِ خامہ
سید عارف مہجورؔ رضوی
گجرات

فریاد ہے یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ملّت اسلامیہ ہمیشہ نشیب و فراز سے گزری ہے اور جب تک حق و باطل کی کشمکش جاری رہے گی، نشیب و فراز کا سلسلہ بھی جاری رہے گا۔ ملّتِ اسلامیہ نشیب کا اس وقت شکار ہوئی، اس پر انحطاط کے بادل اس وقت منڈلاتے جب اس کا تعلق کتاب و سُنّت سے کمزور پڑا۔ کتاب و سُنّت کے ساتھ جب تک تعلق مضبوط رہا اُس کا پھریرا چار دانگ عالم میں لہراتا رہا۔ جگہ جگہ، شہر شہر ملک ملک اس کی عظمت و سطوت کے ڈنکے بجتے رہے۔ لیکن جب اس کا تعلق اپنے خالق اور محبوب رب العالمین سے کمزور پڑا، اس کے عروج کا آفتاب گہنا گیا۔ اپنوں کی عدم توجہی اور لاپرواہی اور اغیار کی ریشہ دوانیوں نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔

ایسے کربناک اور دلخراش حالات میں اہل اللہ نے رو رو کر، گڑگڑا کر اپنے پروردگار کے حضور التجائیں کیں، اپنے آقا حضور نبی رحمت سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں استغاثہ کیا۔

آج کل وطن عزیز پاکستان پر خطرات کے بادل منڈلا رہے ہیں۔ ارباب بست و کشاد کی حماقتوں اور اقتدار کے پجاریوں نے ملکی سالمیت کو داؤ پر لگا رکھا ہے۔ اسلامی قوانین کے ساتھ استہزاء کیا جا رہا ہے۔ اغیار کی دسیسہ کاریاں اور جیرہ دستیاں

اس پر مستزاد ہیں۔ پورا ملک عمومی اور روشنیوں کا شہر کراچی خصوصی طور پر قتل و غارت، دہشت گردی اور آگ کی لپیٹ میں ہے۔ ہر روز بیسیوں افراد کو کلاشنکوف سے چھلنی کر دیا جاتا ہے۔ دکانوں، گاڑیوں کو جلا کر خاکستر کر دیا جاتا ہے۔ ایسے پُرخطر حالات میں ضرورت اس بات کی ہے کہ اپنے خالق کی بارگاہ میں رجوع کیا جائے، اس کے حضور التجاء کی جائے۔ اس آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے دامانِ رحمت میں پناہ لی جائے جو "حَرِیصٌ عَلَیۡہِ مَا عَنِتُّمۡ" ہیں جو اپنے اُمتی کی مصیبت پر پریشان ہو جاتے ہیں۔ ان کی محبوبیت کا واسطہ اب ذوالجلال کی بارگاہ میں پیش کیا جائے، اللہ تعالیٰ اور آقاءِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلق مضبوط بنایا جائے۔

علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دور میں جب ملّت اسلامیہ کی زبوں حالی دیکھی تو اپنے پروردگار اور اپنے آقا حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں استغاثہ کیا۔ آج ہم اپنے ملکی حالات کے تناظر میں اُنہی کا استغاثہ پیش کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور ملتجی ہیں کہ وہ اپنے محبوب پاک سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے ہماری حالتِ زار پر رحم فرمائے۔

ضیاء المصطفٰے قصوری
شعبہ عربی و اسلامیات
گورنمنٹ ایف۔سی کالج لاہور

يَارَبِّ وَارْحَمْ أُمَّةَ الْمُخْتَارِ
فِيْ كُلِّ عَصْرٍ وَبِكُلِّ دَارِ
وَاحْرُسْهُمُ مِنْ سُلْطَةِ الْأَغْيَارِ
فِيْ سَائِرِ الْبِلَادِ وَالْأَقْطَارِ
فِيْ كُلِّ غَوْرٍ وَبِكُلِّ نَجْدِ
بِهِ اسْتَجِبْ يَا رَبَّنَا دَعْوَاتِنَا
اٰمِنْ بِهِ يَا رَبَّنَا رَوْعَاتِنَا
حَسِّنْ بِهِ يَا رَبَّنَا حَالَاتِنَا
وَبَدِّلْ لَنَا بِالْحَسَنَةِ سَيِّئَاتِنَا
وَنَجِّنَا مِنْ حَسَدٍ وَحِقْدِ

ترجمہ

(اے میرے ربّ! نبیٔ مختار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمّت پر رحم فرما، ہر دَور اور ہر علاقے میں، اور انہیں دشمن کے غلبے سے محفوظ فرما، تمام شہروں اور اطراف میں، ہر نشیب اور ہر فراز میں)

(اے ہمارے ربّ اس نبیٔ مختار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلے سے ہماری دُعائیں قبول فرما، اور ان کے صدقے میں ہمیں خوف و ہراس سے محفوظ فرما، ان کے واسطے سے ہمارے حالات بہتر فرما اور گناہ نیکیوں میں بدل دے اور ہم کو حسد اور کینے سے نجات دے)

سوال و جواب

سَیِّدِی یَا اَبَا الْبَتُوْلِ سُؤَالٌ
مِنْ فَقِیْرٍ جَوَابُہُ الْاِعْطَاءُ

میرے آقا، سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بابا جان! (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)
فقیر کا ایک سوال ہے جس کا جواب عطا ہے۔

○—— علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت شیخ ابوالمحاسن یوسف بن اسماعیل بن یوسف بن اسماعیل بن محمد ناصر الدین نبہانی شافعی فلسطینی رحمہم اللہ تعالیٰ فلسطین کے شمال میں واقع قصبہ "اجزم" میں جمعرات کے دن ۱۲۶۵ھ/۱۸۴۹ء میں پیدا ہوئے۔ یہ قصبہ اس وقت "حیفا" سے ۲۵ کلومیٹر دور جنوب میں ہے، آپ عرب کے ایک بادیہ نشین قبیلہ بنو نبہان کی نسبت سے نبہانی کہلاتے تھے آپ نے ناظرہ قرآن مجید اپنے والد مکرم شیخ اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا، آپ کے والد ماجد اسّی سال کی عمر کے باوجود عمدہ صحت رکھتے تھے، اکثر و بیشتر اوقات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہتے اور ہر روز قرآن مجید کے دس پارے تلاوت فرماتے۔ [1]

۱۲۷۵ھ میں جب آپ دس سال کے ہوئے تو آپ کے والد ماجد نے آپ کو قرآن مجید حفظ کرنے کے لیے مصر بھیج دیا، یہاں آپ نے آٹھ سال میں قرآن مجید حفظ کیا، محرم الحرام ۱۲۸۳ھ میں بروز ہفتہ آپ جامعہ ازہر (قاہرہ) میں داخل ہوئے اور ماہ رجب المرجب ۱۲۸۹ھ تک تعلیم میں مصروف رہے۔ آپ نے جامعہ ازہر میں جن علماء و مشائخ سے علم دین حاصل کیا انکے اسماء گرامی یہ ہیں۔

---

[1] شیخ یوسف نبہانی، الشرف المؤبد لآل محمد (عربی) مطبوعہ مصر ۱۳۱۸ھ، ص ۱۲۳

علامہ شیخ ابراہیم السقا الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۹۸ھ)

علامہ شیخ سید محمد الدمنہوری الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۸۶ھ)

علامہ شیخ ابراہیم الزرو الخلیلی الشافعی مصری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۸۷ھ)

علامہ شیخ احمد الاجہوری الشافعی نابینا رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۹۳ھ)

علامہ شیخ سید عبدالہادی الابیاری الشافعی مصری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۰۵ھ) [۱۳۰۵ھ، پ ۱۲۳۶ھ / ۱۸۲۱ء]

علامہ شیخ احمد راضی الشرقاوی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ شیخ مصطفےٰ الاشراقی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ شیخ عبداللطیف الخلیلی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ شیخ صالح الجیاوی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ شیخ محمد العشماوی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ شیخ شمس الدین محمد الانبابی الشافعی مصری رحمۃ اللہ علیہ (اُس وقت کے شیخ ازہر)

علامہ شیخ عبدالرحمٰن الشربینی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ [(م ۱۳۲۶ھ)]

علامہ شیخ احمد البابی الحلبی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ شیخ شریف الحلبی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ شیخ فخرالدین الیانیاوی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ شیخ عبدالقادر الرافعی الحنفی الطرابلسی رحمۃ اللہ علیہ (شامی جو کہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہے اس پر التحریر کے نام سے دو جلدوں میں ان کا حاشیہ ہے) [(م ۱۳۲۳ھ)]

علامہ شیخ عمر الحنفی مفتی طنطا رحمۃ اللہ علیہ

علامہ شیخ مسعود النابلسی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ شیخ حسن العدوی المالکی المصری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۰۳ھ) مشارق الانوار اور شرح دلائل الخیرات آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔

- الشیخ محمد علی الببلاوی المالکی شیخ جامع الازھر (توفی ۱۳۲۳ھ)
- الشیخ البکری محمد عاشور الصدفی شیخ السادۃ الحنفیۃ ومفتی الدیار المصریۃ الاسبق
- الحافظ محمد عبدالحی بن عبدالکبیر الکتانی الحسنی المغربی (توفی ۱۳۸۲ھ)
- الفقیہ احمد بن حسینی الشافعی ۱۳۳۲ھ
- شیخ السادۃ الشافعیۃ سلیمان العبد
- الشیخ احمد حسنین البرلاقی الشافعی

علامہ شیخ محمد الحامدی المالکی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ شیخ محمد رویہ المالکی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ شیخ حسن الطویل المالکی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ شیخ محمد البیسونی المالکی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ شیخ یوسف البرقاوی الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ [۱]

علامہ شیخ محمود حمزہ الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ شیخ محمد بن عبداللہ الخانی الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ شیخ المعمر محمد امین البیطار رحمۃ اللہ علیہ

علامہ شیخ ابوالخیر بن عابدین رحمۃ اللہ علیہ

علامہ شیخ عبداللہ بن ادریس السنوسی رحمۃ اللہ علیہ [۲]

علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے جامعہ ازہر میں ایسے ایسے محقق اساتذہ سے استفادہ کیا کہ اگر ان میں سے ایک بھی کسی ملک یا علاقہ میں موجود ہو تو وہاں کے رہنے والوں کو جنت کی راہ پر چلانے کے لیے کافی ہو اور تن تنہا تمام علوم میں لوگوں کی ضروریات کو پورا کردے۔[۳]

علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ سب سے زیادہ اپنے استاد علامہ شیخ ابراہیم السقا شافعی مصری علیہ الرحمہ کے معترف اور مداح ہیں۔ آپ نے ان سے شیخ الاسلام زکریا انصاری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۲۶ھ) کی "شرح التحریر" اور "شرح منہج" اور ان پر علامہ شرقاوی اور علامہ بجیرمی کے حواشی پڑھے اور تین سال تک اُن سے فیض یاب ہُوئے۔ انہوں نے علامہ نبہانی کو سند دیتے ہُوئے ان

---

[۱] شیخ یوسف نبہانی، افضل الصلوات علی سید السادات، مطبوعہ بیروت (عربی) ۱۳۰۹ھ، ص ۲۶۲

[۲] ماہنامہ نعت، لاہور، شمارہ فروری ۱۹۹۳ء، ص ۱۶

[۳] شیخ یوسف نبہانی، الشرف المؤبد لآل محمد، (عربی) مطبوعہ مصر ۱۳۱۸ھ، ص ۱۲۳

القاب سے نوازا ہے۔

الامام الفاضل، والہمام الکامل، والجہبذ الابن اللوذعی الاریب،
والالمعی الادیب، ولدنا الشیخ یوسف ابن الشیخ اسمٰعیل النبہانی
الشافعی ایدہ اللّٰہ بالمعارف ونصر۔ [1]

جامعہ ازہر (قاہرہ) سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے تھوڑے عرصہ کے لیے "عکا" شہر میں کچھ اسباق کی تعلیم کے لیے قیام کیا۔ [2]

۱۲۹۱ھ میں "نابلس" (فلسطین) کے قصبے "جنین" میں قاضی مقرر ہوئے، پھر استنبول (ترکی) چلے گئے، وہاں رسالہ "الجوائب" کے ادارہ تحریر میں شامل ہو گئے، ادارے کی تمام مطبوعات کی تصحیح بھی آپ کے فرائض میں شامل تھی۔ [3]

۱۲۹۲ھ میں آپ نے "شام" کا سفر کیا اور شامی علماء کی صحبت سے مستفید ہوئے، اسی عرصہ میں آپ یکتائے زمانہ، الامام، المحدث، الفقیہ شیخ السید محمود آفندی الحمزاوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے اور شرفِ عقیدت حاصل کیا، انہوں نے کمال شفقت سے آپ کو نوازا اور آپ کی درخواست پر ایک قصیدہ کی اجازت بھی عطا فرمائی۔ [4]

۱۲۹۶ھ میں القدس شریف (فلسطین) میں سیدی شیخ حسن ابی حلاوۃ الغزی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اس درود شریف کی اجازت دی "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْحَبِیْبِ الْمَحْبُوْبِ شَافِی الْعِلَلِ وَمُفَرِّجِ الْکُرُوْبِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ" [5]

---

1. شیخ یوسف نبہانی، الشرف المؤبد لآل محمد (عربی) مطبوعہ مصر ۱۳۱۸ھ، ص ۱۲۵
2. شیخ یوسف نبہانی، افضل الصلوات علی سید السادات (عربی) مطبوعہ بیروت ۱۳۰۹ھ ص ۲۶۲
3. ماہنامہ نعت، لاہور، شمارہ فروری ۱۹۹۳ء، ص ۱۳
4. شیخ یوسف نبہانی، افضل الصلوات علی سید السادات (عربی) مطبوعہ بیروت ۱۳۰۹ھ ص ۲۶۲
5. شیخ یوسف نبہانی، افضل الصلوات علی سید السادات (عربی) مطبوعہ بیروت ۱۳۰۹ھ ص ۲۶۱

۱۲۹۵ھ
۱۸۷۷ء

آپ نے سلسلہ ادریسیہ میں شیخ اسمٰعیل نواب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ، سلسلہ رفاعیہ میں شیخ عبدالقادر ابو رباح الدجانی الیافی رحمۃ اللہ علیہ، سلسلہ خلوتیہ میں شیخ حسن رضوان الصعیدی رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ شاذلیہ میں شیخ محمد بن سعود الفاسی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ علی نور الدین البشنطی رحمۃ اللہ علیہ، سلسلہ نقشبندیہ میں شیخ غیاث الدین اربلی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ، سلسلہ قادریہ میں حسن بن حلاوۃ الغزی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت و اجازت پائی، ان بزرگوں کے علاوہ شیخ محمد سعید الحبال الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ شیخ احمد بن حسن العطاس رحمۃ اللہ علیہ شیخ سلیم المسوتی الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ حسین بن محمد بن حسین الحبشی الباعلوی رحمۃ اللہ علیہ شیخ عبداللہ الخفی الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ ابو عبداللہ محمد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی روایت و اجازت کا فیض پایا۔[1]

جب علامہ نبہانی قدس سرہٗ کے علم و فضل کا چرچا ہوا تو (۱۳۰۵ھ) میں بیروت (لبنان) میں محکمہ الحقوق العلیا کے رئیس (وزیر انصاف) مقرر کر دیئے گئے، ایک عرصہ تک اس منصب پر فائز رہے آخر عمر میں آپ نے اپنے اوقات عبادت اور تصنیف کے لیے وقف کر دیئے اور ایک عرصہ مدینہ منورہ میں رہے۔[2]

مدینہ منورہ میں قیام کے دوران شیخ الدلائل علامہ محمد سعید مالکی بن علامہ سید محمد المغربی رحمہم اللہ تعالیٰ سے دلائل الخیرات شریف کا سماع نصیب ہوا اور اجازت حاصل کی۔[3] آپ نے تین نشستوں میں باریک بینی سے دلائل الخیرات پڑھ کر سنائی اور اجازت حاصل کی۔[4]

آپکے سوانح نگار علامہ شیخ محمد حبیب اللہ شنقیطی[ا] (استاذ شعبہ تخصص جامعہ ازہر مصر) کا بیان ہے کہ میں نے آپ کو مدینہ طیبہ میں اتنی زیادہ عبادت و ریاضت کرتے دیکھا ہے، جسے

۱۔ ماہنامہ نعت لاہور، شمارہ فروری ۱۹۹۳ء، ص ۱۷

۲۔ محمد عبدالحکیم شرف، مقدمہ شواہد الحق (اردو) مطبوعہ لاہور ۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۶ء، ص ب

۳۔ ماہنامہ نعت لاہور شمارہ فروری ۱۹۹۳ء ص ۱۷، بحوالہ فہرس الفہارس جز ثانی از سید عبدالحی کتانی فاسی، ص ۱۱۰۸

۴۔ شیخ یوسف نبہانی، الدلالات واضحات (عربی) مطبوعہ مصر ۱۹۵۵ء، ص ۵

ا۔ حبیب اللہ شنقیطی المتوفی ۱۳۶۳ھ / ۱۲۹۵ھ

دیکھ کر بے ساختہ یہ کہہ دینا پڑتا ہے کہ اتنی زیادہ عبادت و ریاضت کی توفیق اللہ تعالیٰ بطور کرامت اپنے اولیاء و اصفیاء ہی کو عنایت فرماتا ہے۔[1]

آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسے عاشق صادق تھے کہ اپنے دل کو ہمیشہ محبوب کی قیام گاہ بنائے رکھتے۔

مولانا ابوالنور محمد بشیر مدظلہ، مدیر ماہنامہ ماہ طیبہ، کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ اپنے والد ماجد فقیہ اعظم علامہ محمد شریف محدث کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ مجاز امام احمد رضا بریلوی) کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں!

"میرے والد ماجد علیہ الرحمۃ نے ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا تھا کہ میں جب شریف مکہ کے دور میں حج کرنے گیا تو مدینہ منورہ کی حاضری اور زیارت گنبد خضرا کے شرف سے مشرف ہوتے وقت میں نے باب السلام کے قریب اور گنبد خضرا کے سامنے ایک سفید ریش اور انتہائی نورانی چہرہ والے بزرگ کو دیکھا جو قبر انور کی جانب منہ کرکے دوزانو بیٹھے کچھ پڑھ رہے تھے (یہ حضرت شیخ یوسف نبہانی تھے) میں ان کی وجاہت اور چہرے کی نورانیت دیکھ کر بہت متاثر ہوا اور ان کے قریب جا کر بیٹھ گیا اور ان سے گفتگو شروع کی، آپ میری جانب متوجہ ہوئے تو میں نے ان سے کہا کہ میں ہندوستان سے آیا ہوں اور آپ کی کتابیں "حجۃ اللہ علی العالمین" اور "جواہر البحار" وغیرہ میں نے پڑھی ہیں جن سے میرے دل میں آپ کی بڑی عقیدت ہے، انہوں نے یہ بات سن کر سمجھا کہ یہ کوئی خوش عقیدہ اور عالم ہے تو میری طرف محبت سے ہاتھ بڑھایا اور مصافحہ فرمایا، میں نے ان سے عرض کیا کہ حضور آپ قبر انور سے اتنی دور کیوں بیٹھے ہیں؟ تو رو پڑے اور فرمانے لگے میں اس لائق نہیں کہ قریب

---

[1] ماہنامہ تاجدار کائنات، رام پور (یوپی) بھارت، شمارہ جنوری ۱۹۸۱ء ص ۱۲، ک ۱

جاؤں، اس کے بعد اکثر ان کی جائے قیام پر حاضر ہوتا رہا اور ان سے سندِ حدیث بھی حاصل کی۔

حضرت قطبِ مدینہ شیخ ضیاء الدین احمد القادری مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ یوسف نبہانی قدس سرہٗ کی اہلیہ محترمہ کو چوراسی مرتبہ سرورِ کون و مکاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا، (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما) [1]

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے استغاثہ کے متعلق آپ نے اپنی کتاب "شواہد الحق" میں ایک واقعہ تحریر فرمایا ہے۔

علامہ یوسف نبہانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ ۱۳۱۷ھ / ۱۸۹۹ء میں ایک شخص نے جو اللہ تعالیٰ کے انتقام و عذاب کا خوف نہیں رکھتا تھا، مجھ پر افتراء پردازی سے کام لیا، جس کی وجہ سے سلطان نے میری معزولی کا حکم صادر کر دیا اور بیروت سے دور دراز علاقہ کی طرف منتقل ہو جانے کا حکم دیا، جب مجھے حکم سلطانی کی اطلاع ملی تو میں بہت پریشان ہوا، بہر کیف مجھے جمعرات کے دن یہ اطلاع ملی اور اسی شام یعنی جمعہ کی رات میں نے ہزار مرتبہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کیا استغفر اللّٰہ العظیم اور ساتھ ہی ساڑھے تین سو مرتبہ اس طرح درود شریف پڑھا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ قَدْ ضَاقَتْ حِیْلَتِیْ اَدْرِکْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اور نبوت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے استغاثہ کیا کہ اے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میری مدد کو پہنچئے میرے لیے خلاصی اور نجات کے سب حیلے اور اسباب تنگ ہو گئے اور سب راستے مسدود ہو چکے ہیں، اس کے بعد نیند نے غلبہ کیا پچھلی رات آنکھ کھلی تو پھر ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے استغاثہ کیا اور ان کے وسیلے سے اللہ سے التجا کی کہ مجھ سے درد و کرب اور رنج الم دور فرمائے، جمعہ کا دن ابھی گذرنے نہ پایا تھا کہ قسطنطنیہ (استنبول ترکی) سے بذریعہ ٹیلی گراف سلطان کا یہ حکم موصول ہوا کہ مجھے اسی محکمۃ الحقوق میں اسی پوسٹ پر برقرار رکھا جائے اور بیروت

---

[1] اختر شاہجہان پوری، مقدمہ جواہر البحار (اردو) مطبوعہ لاہور ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء، ص ۱۰

سے باہر منتقل نہ کیا جائے اور یہ محض حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استغاثہ کی برکت سے ہوا، حالانکہ سلاطین کا دستور اور معمول ہے کہ وہ ایک فرمان جاری کر کے اسے اتنی جلدی واپس نہیں لیتے جتنا کہ اس حکم کو واپس لیا۔[1]

علامہ نبہانی علیہ الرحمہ کو سنہ ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۲ء میں بھی اسی طرح کا واقعہ پیش آیا، وہ ایسے کہ علامہ نبہانی علیہ الرحمہ نے سات سو پچاس اشعار پر مشتمل "قصیدہ الرائیۃ الکبریٰ" لکھا جس میں دین اسلام اور دیگر ادیان کا تقابل پیش کیا ہے، بالخصوص عیسائیت کا تفصیلی رد کیا ہے کیونکہ عیسائی آئے دن دینِ اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے رہتے تھے، دوسرا قصیدہ "الرائیۃ الصغریٰ" پانچ سو پچاس اشعار پر مشتمل لکھا جس میں سنت مبارکہ کی تعریف و توصیف اور بدعت کی مذمت کی اور ان اہلِ بدعت مفسدین کا بھرپور رد کیا جو اجتہاد کا دعوای کرتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی زمین میں فساد برپا کرتے ہیں۔

ان قصائد کو آڑ بنا کر بعض کفار اور منافقین نے سلطان عبد الحمید (ترکی) کے کان بھرے کہ علامہ نبہانی ان قصائد کے ذریعے تمہاری رعایا میں انتشار پھیلا رہے ہیں، چنانچہ سنہ ۱۳۳۰ھ میں جب علامہ نبہانی مدینہ منورہ پہنچے تو انہیں شاہی حکم کے تحت نظر بند کر دیا گیا، علامہ نبہانی فرماتے ہیں!

حُبِسْتُ فِی الْمَدِیْنَۃِ مُدَّۃَ اُسْبُوْعٍ لٰکِنْ بِالْاِکْرَامِ وَالْاِحْتِرَامِ

"مجھے مدینہ طیبہ میں ایک ہفتے کے لیے نظر بند کر دیا گیا لیکن عزت و احترام کے ساتھ"[2]

قطب مدینہ حضرت شیخ ضیاء الدین احمد القادری مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۱ء) اس واقعہ کے شاہد ہیں، آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سلطان عبد الحمید نے مدینہ منورہ

---

[1] شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی، شواہد الحق (اردو) مطبوعہ لاہور سنہ ۱۹۸۹ء، ص ۵۳۳

[2] شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی، ضمیمہ الدلالات الواضحات شرح دلائل الخیرات (عربی) مطبوعہ مصر سنہ ۱۹۵۵ء، ص ۱۳۹

کے گورنر بصری پاشا کو علامہ یوسف نبہانی کی گرفتاری کا حکم دیا، گورنر بصری پاشا آپ کا بہت معتقد تھا، اُس نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلطان کا حکم نامہ پیش کیا، آپ نے حکم نامہ دیکھ کر فرمایا میں نے سنا، پڑھا اور اطاعت کی، جب آپ کو قید کیا گیا تو میں (شیخ ضیاء الدین مدنی) حضرت شیخ عمر مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور شام کے ایک بزرگ، حضرت شیخ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کے لیے گئے اور عرض کی کہ اگر آپ اجازت دیں تو ہم آپ کی رہائی کے لیے سلطان سے درخواست کریں، تو شیخ نبہانی علیہ الرحمہ فرمانے لگے کہ اگر آپ نے درخواست کرنی ہے تو سلطان عبد الحمید کی بجائے سلطانِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں ان الفاظ سے استغاثہ کریں۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَلَّتْ حِیْلَتِیْ اَنْتَ وَسِیْلَتِیْ اَدْرِکْنِیْ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔

حضرت شیخ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ابھی تین دن ہی اس درود شریف کے ساتھ استغاثہ کیا تھا کہ سلطان عبد الحمید کے گورنر بصری پاشا کو پیغام ملا کہ حضرت شیخ یوسف نبہانی کو باعزت بری کر دیا جائے۔ ؎۱

علامہ نبہانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب حکومت پر واضح ہو گیا کہ میں پورے خلوص کے ساتھ دینِ اسلام کی خدمت کر رہا ہوں اور دینِ متین اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سے دفاع کر رہا ہوں تو میری رہائی کا حکم صادر کیا گیا اور حکومت کے ذمہ دار افراد نے گرفتاری پر معذرت کا اظہار کیا۔ ؎۲

حضرت شیخ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کو اولیائے کرام سے جو عقیدت و محبت تھی اس

؎۱ انٹرویو شیخ ضیاء الدین احمد قادری مہاجر مدنی (۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء) آڈیو کیسٹ، مملوکہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری، لاہور

؎۲ یوسف بن اسماعیل نبہانی، الدلالات الواضحات (عربی) مطبوعہ مصر ۱۹۵۵ء، ۱۳۹۔

کا مختصر تذکرہ سنیئے۔

علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں سنہ ۱۳۰۰ھ میں شامی سمندر کے ساحل پر واقع شہر لاذقیہ میں عدلیہ کا رئیس تھا تو حضرت شیخ محمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر عموماً صبح کے وقت حاضر ہوتا تھا، پہاڑ کے دامن میں آپ کا مزار ہے، قبر شریف پر بہت بڑا گنبد ہے، مزار کے اندر قالین بچھے ہوئے ہیں، ہر وقت لوگ قرآن کریم، دلائل الخیرات اور دوسرے اوراد و وظائف پڑھنے میں مشغول رہتے ہیں، آپ کی بارگاہ میں مجھے اُنس و سکون ملتا اور میرا سینہ کھل جاتا جو اس بات کا مظہر تھا کہ آپ اکابر اولیاء اللہ میں سے ہیں، لوگ مشکلات و حاجت براری کے لیے آپ کے مزار اقدس کا قصد کرتے ہیں، آپ کا وصال سنہ ۱۲۴۰ھ میں ہوا۔ ۱؎

سنہ ۱۲۸۴ھ میں جب میں جامعہ ازہر، قاہرہ (مصر) میں بسلسلہ تعلیم مقیم تھا تو وہاں حضرت شیخ محمد فاسی شاذلی قدس سرہٗ تشریف لائے، سب لوگ علماء، طلباء آپ کی خدمت میں فیض حاصل کرنے اور سلام پیش کرنے کے لیے حاضر ہوئے، میں بھی آپ کی دست بوسی اور حصول برکت کے لیے حاضر ہوا۔ اسی مجلس میں آپ نے یہ بات بتائی کہ میں نے عالم بیداری میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرہ اقدس میں حضرت سیدہ فاطمہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی زیارت کی، حضرت شیخ محمد فاسی شاذلی قدس سرہٗ کا وصال مکہ مکرمہ میں ہوا۔ ۲؎

سنہ ۱۲۹۰ھ میں میں نے حضرت شیخ محمد قاقا افغانی قدس سرہٗ کو بیروت (لبنان) کے بازار میں تبرکات اور چھوٹی چھوٹی استعمال کی چیزیں بیچتے دیکھا تھا، آپ اس مختصر سامان کو بیچ کر اس کے نفع سے غریبوں اور فقراء کی مدد فرماتے تھے، آپ نہایت متقی، صالح، عابد، متواضع اور سراپا علم تھے، بیروت کے لوگ آپ کی ولایت پر متفق تھے، آپ نے بیروت ہی میں وصال فرمایا۔ ۳؎

۱؎ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی، جامع کرامات اولیاء۔ (اردو ترجمہ) مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء، ۸۷۹

۲؎ شیخ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی، جامع کرامات اولیاء۔ (اردو ترجمہ) مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء، ۸۹۸

۳؎ شیخ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی، جامع کرامات اولیاء۔ (اردو ترجمہ) مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء ص ۹۰۰

ماہ ذیقعد ۱۳۰۳ھ میں ایک دن میں یافا شہر (مصر) گیا، وہاں حضرت شیخ محمد بواب مصری قدس سرہ صاحبِ کرامت بزرگ رہتے تھے، آپ کوئلے بیچا کرتے تھے، میں آپ کی زیارت کے لیے آپ کی دکان پر گیا مگر آپ موجود نہ تھے، چنانچہ میں وہاں سے اپنے ایک دوست کے ساتھ حضرت اصلان رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی زیارت کے چلا گیا جو کہ یافا ہی میں مدفون ہیں، میں ان کے مزار پر اکثر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول و ماثور دعا پڑھا کرتا تھا، میں مزار پر حاضری کے بعد حضرت شیخ محمد بواب علیہ الرحمۃ کی دکان کی طرف سے گزرا، ابھی میں دکان سے دور ہی تھا کہ آپ کی نگاہ مجھ پر پڑی، اس سے پہلے آپ سے میری جان پہچان نہ تھی، آپ استقبال کے لیے آگے بڑھے، انہیں آتا دیکھ کر میں بھی پہچان گیا کہ یہ حضرت شیخ محمد بواب ہی ہیں، میں نے ان کی دست بوسی کرنا چاہی تو انہوں نے ایسا نہ کرنے دیا اور ہاتھ اوپر اٹھا لیے اور وہی ماثور دعا مانگنے لگے جو میں حضرت اصلان رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر مانگ کر آیا تھا اور کئی مرتبہ اس دعا کو دہراتے رہے، میں سمجھ گیا کہ آپ نے کشف سے سب کچھ معلوم کر لیا ہے، یہ آپ کی کرامت تھی اور کسی تعارف کرانے والے کے بغیر پہچان لینا یہ آپ کی دوسری کرامت تھی۔ ؎1

حضرت شیخ محمد علی قبسی قدس سرہٗ بیروت میں ایک صاحبِ حال بزرگ تھے، میں نے انہیں مجذوبوں کے لباس میں بیروت کے بازاروں میں آتے جاتے دیکھا، آپ سوائے کسی ضرورت کے کسی سے بات نہ فرماتے تھے، اپنے آپ کو بہت چھپاتے تھے اور اپنے متعلق اصلاح و ولایت کا اظہار ہرگز نہ ہونے دیتے تھے۔ آپ کا وصال غالباً ۱۳۱۰ھ کے بعد بیروت میں ہوا ؎2

۱۳۱۰ھ میں سفر حج کے دوران حضرت شیخ محمد مسکل قدس سرہٗ جو کہ دمشق کے رہنے

؎1 شیخ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی جامع کرامات اولیاء (اردو ترجمہ) مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء ص ۹۰۲

؎2 شیخ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی جامع کرامات اولیاء (اردو ترجمہ) مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء ص ۹۰۴

والے تھے۔ اور ابوراشد کے نام سے مشہور تھے، سے میری پہلی ملاقات ہوئی، آپ بیروت سے جدہ تک بحری جہاز میں میرے ہمسفر رہے، پھر مکہ مکرمہ میں بھی رفاقت رہی، آپ اکثر میرے پاس تشریف لایا کرتے تھے، مجھے بہت سے لوگوں نے بتایا کہ حضرت ابوراشد کا دمشق کے "محلہ میدان" میں ایک چھوٹا سا مکان ہے اور آپ کے پاس ایک اونٹ ہے جس سے آپ مزدوری کر کے اپنے اہل و عیال کا خرچ نکالتے ہیں، آپ کے پاس اس چھوٹے سے مکان کے علاوہ اونٹ باندھنے کے لیے کوئی جگہ اور ٹھکانہ نہ تھا، گھر کا دروازہ بہت ہی چھوٹا تھا، حضرت ابوراشد جب اونٹ کو مکان میں داخل کرنا چاہتے تو اپنا ہاتھ اس کی گردن پر رکھ کر نیچے کھینچ لیتے اس طرح اونٹ کا سر دروازے کے اندر ہو جاتا اور پھر سارا اونٹ فوراً اندر مکان میں چلا جاتا، یہ معاملہ اسی طرح چلتا رہا، آخر یہ بات حضرت شیخ عبدالغنی میدانی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچ گئی، آپ شیخ ابوراشد سے بہت محبت فرماتے تھے مگر وہ نہیں چاہتے تھے کہ ان کی کرامت یوں مشہور ہو، لہٰذا انہوں نے آپ کو ملامت کیا کہ آپ نے لوگوں کے سامنے بار بار اونٹ کو گھر میں داخل اور خارج کیوں کیا، یہ تو شہرت طلبی ہے، حضرت شیخ ابوراشد رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ حضور میں ایک مسکین آدمی ہوں، میرے پاس اس چھوٹے سے مکان کے علاوہ اور کوئی جگہ نہیں تو میں کیا کر سکتا ہوں اس لیے مجبور ہوں، شیخ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی معذرت قبول کر لی اور اہل خیر سے مال جمع کر کے آپ کو ایک کھلا سا گھر بنا دیا اور بڑا دروازہ لگوا دیا، میں (یوسف نبہانی) نے جب یہ واقعہ شیخ ابوراشد علیہ الرحمۃ سے پوچھا تو آپ نے اس کے صحیح ہونے کی تصدیق فرمائی، آپ کا وصال ۱۳۲۰ھ میں ہوا۔[1]

حضرت شیخ ابوالفیض محمد بن عبدالکبیر کتانی فاسی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ کے فرد وحید، نابغہ اور ولی کبیر تھے، آپ عالم بیداری میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوتے تھے، آپ کی ولایت کبریٰ کی صحت کو تسلیم کیا گیا تھا۔ میں (یوسف نبہانی) آپ

[1] شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی، جامع کرامات اولیاء (اردو ترجمہ) مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء، ص ۹۰۹

کی تصدیق کرتا ہوں اور آپ کی ولایت پر یقین رکھتا ہوں۔ آپ کی ولادت ۱۲۹۰ھ میں فاس میں ہوئی۔ ۱۳۲۱ھ میں آپ حج سے واپسی پہ مہربانی فرماتے ہوئے اپنے بچوں اور شاگردوں سمیت میرے گھر بیروت میں تشریف لائے اور مجھ سے عُلوم و فنون کی اجازت سند چاہی میں نے آپ کو اور آپ کے سب ساتھیوں کو اجازت دے دی اور حضرت نے بھی مجھے اجازت سند مرحمت فرمائی، میں سب کی برکات سے فیضیاب ہُوا۔[1]

شیخ جلیل عارف باللہ سیدی الشیخ علی عمری قدس سرہٗ نزیل طرابلس (لیبیا) کی خدمت میں بارہا میں نے لاذقیہ، طرابلس اور بیروت میں حاضری کا شرف حاصل کیا، آپ نے بارہا میرے دل میں پیدا ہونے والے خیالات کی اطلاع دی حالانکہ میں نے کسی شخص کو بھی ان ارادوں سے باخبر نہیں کیا تھا اور بعض ایسے گذشتہ واقعات کی اطلاع دی جن کو پیش آئے ہوئے عرصہ دراز گزر چکا تھا یا ماضی قریب میں واقع ہُوئے تھے اور میرے سوا ان کا علم کسی کو نہیں تھا، اور بعض ایسے واقعات کی بھی خبر دی جو آئندہ مجھے پیش آنے والے تھے، جس طرح آپ نے فرمایا وہ اسی طرح وقوع پذیر ہوئے، آپ کی عمر سو سال تھی، ۱۳۲۱ھ میں آپ کا وصال ہُوا۔[2]

حضرت سیدی شیخ عبدالحمید نوبانی قادری قدس سرہٗ نزیل القدس شریف (مقبوضہ فلسطین) کرامات و خوارق عادات کے ساتھ مشہور و معروف تھے، جب میں (نبہانی) القدس شریف میں رئیس المحکمۃ الجزیہ تھا تو اس وقت بھی میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا، پھر جب میں بیروت میں تھا تو بیروت تشریف لائے یہاں بھی مَیں آپ کی خدمت میں بارہا حاضر ہُوا، آپ نے مجھے پیش آئے ہُوئے ایسے واقعات کی اطلاع دی جن کا اللہ کے سوا کسی کو علم نہ تھا، آپ ۱۳۲۲ھ تک بقیدِ حیات تھے۔

آپ کے چچازاد بھائی شیخ احمد نوبانی قادری قدس سرہٗ بھی بڑے ولی اللہ تھے، میں بیروت

۱؎ شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی، جامع کرامات اولیاء (اردو ترجمہ) مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء، ص ۹۱۰

۲؎ شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی، شواہد الحق (اردو ترجمہ) مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء، ص ۵۹۴

ہیں بارہا ان کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے بھی مجھے ایسے غیبی امور کی خبر دی کہ جن پر اطلاع صرف اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ کرامت سے ہی ممکن تھی، آپ کا وصال ۱۳۲۱ھ میں اپنے آبائی گاؤں قریۃ المزارع مضافات القدس شریف میں ہوا۔ [1]

علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی دیگر مصروفیات کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا، آپ کی تمام تصانیف بہت مفید ہیں اور مقبولیت عامہ کی سند حاصل کر چکی ہیں، تصانیف کی فہرست درج ذیل ہے۔

۱۔ الفتح الکبیر فی ضم الزیادات الی الجامع الصغیر [2]

۲۔ منتخب الصحیحین [3]

۳۔ قرۃ العینین علی منتخب الصحیحین [4]

۴۔ وسائل الوصول الی شمائل الرسول صلی اللہ علیہ وسلم [5]

---

[1] شیخ یوسف بن سمٰعیل نبہانی، شواہد الحق (اردو ترجمہ) مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء ص ۴۶۰

[2] یہ کتاب الجامع الصغیر اور اس کے حاشیہ زیادۃ الجامع الصغیر پر مشتمل ہے۔ یہ دونوں کتابیں چودہ ہزار چار سو پچاس احادیث پر مشتمل ہیں، علامہ نبہانی نے انہیں حروف معجم کے مطابق مرتب کیا اور ہر حدیث کے بارے میں بتایا کہ کس نے روایت کی ہے اور ان کا اعراب بھی بیان کیا، یہ کتاب مکتبہ مصطفےٰ البابی الحلبی و اولادہ مصر کی جانب سے تین جلدوں میں علامہ نبہانی کے وصال کے بعد شائع ہوئی۔

[3] یہ کتاب دس ہزار حدیثوں پر مشتمل ہے، اعراب و حرکات مکمل طور پہ لگائے گئے ہیں۔

[4] یہ کتاب منتخب الصحیحین پہ حاشیہ ہے، تین ہزار احادیث کا مجموعہ ہے۔

[5] اس کا اردو ترجمہ اسلامک بک فاؤنڈیشن سمن آباد لاہور سے شائع ہو چکا ہے۔

محمد میاں صدیقی اپنے والد مولانا محمد ادریس کاندھلوی کے تذکرہ میں لکھتے ہیں۔

۱۹۷۲ء میں ناچیز راقم نے علامہ یوسف نبہانی کی کتاب "وسائل الوصول الی شمائل الرسول" کا اردو ترجمہ کیا، چھپا تو پیش کیا، دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور علامہ نبہانی کے بارے میں ایک واقعہ سنایا، فرمایا میں

(بقیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

۵۔ افضل الصلوات علی سید السادات صلی اللہ علیہ وسلم۔ [1]

۶۔ الاحادیث الاربعین فی وجوب طاعۃ امیر المومنین۔

۷۔ النظم البدیع فی مولد الشفیع صلی اللہ علیہ وسلم۔ [2]

۸۔ الھمزیۃ الالفیہ (طیبۃ الغراء) فی مدح سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع حاشیتہا۔ [3]

۹۔ الاحادیث الاربعین فی فضائل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

۱۰۔ الاحادیث الاربعین فی امثال افصح العالمین

۱۱۔ قصیدہ سعادۃ المعاد فی موازنۃ بانت سعاد [4]

(بقیہ نوٹ گذشتہ سے پیوستہ)

۱۳۵۶ھ میں فلسطین گیا، وہاں ایک عالم دین سے ملاقات ہوئی وہ علامہ نبہانی کے احباب اور رفقاء میں سے تھے وہ کہنے لگے کہ نبہانی کے انتقال کے کچھ روز بعد مجھے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم، نبہانی ہمارا ساتھی تھا، اس نے آپ کی مدح و تعریف اور فضائل میں بہت سی کتابیں لکھیں، اس کا انتقال ہو گیا، اس کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نبہانی تو ہمارا احسان تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اتنا فرمایا والد صاحب فرمانے لگے کہ علامہ نبہانی نے تقریباً پچاس کتابیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں تالیف کیں، وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقبول بندوں میں سے تھے (تذکرہ مولانا محمد ادریس کاندھلوی از محمد میاں صدیقی مطبوعہ لاہور ص ۱۷۱، ۱۷۲)

[1] اس کا اردو ترجمہ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور سے متعدد مرتبہ شائع ہو چکا ہے۔

[2] یہ ایک مخمس ہے جس میں ۱۲۳ بند ہیں اس کا موضوع ولادت حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

[3] یہ ایک ہزار اشعار کا ہمزیہ قصیدہ ہے

[4] ایک سو چوالیس اشعار کا یہ قصیدہ لامیہ دس صفحات کے ایک پمفلٹ کی صورت میں علامہ نے خود طبع کرایا بعد میں المجموعۃ النبہانیہ فی المدائح النبویہ کے تیسرے حصہ میں شامل کیا۔

۱۲- مثال نعلہ الشریف صلی اللہ علیہ وسلم

۱۳- حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ۱؎

۱۴- سعادۃ الدارین فی الصلاۃ علی سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم ۲؎

۱۵- السابقات الجیاد فی مدح سید العباد صلی اللہ علیہ وسلم ۳؎

۱۶- خلاصۃ الکلام فی ترجیح دین الاسلام

۱۷- ہادی المرید الی طرق الاسانید ثبتہ الجامع النافع۔

۱۸- الفضائل المحمدیہ ترجمہا بعض السادات العلویۃ للغۃ الجاویہ۔

۱۹- الورد الشافی یشتمل علی الادعیہ والاذکار النبویہ۔ ۴؎

۲۰- المزدوجۃ الغراء فی الاستغاثۃ باسماء اللہ الحسنیٰ۔ ۵؎

۲۱- المجموعۃ النبہانیۃ فی المدائح النبویہ واسماء رجالہا مع حاشیتہا۔ ۶؎

۲۲- النجوم المہتدین فی معجزاتہ صلی اللہ علیہ وسلم، والرد علی اعداء اخوان الشیاطین۔

۲۳- ارشاد الحیاری فی تحذیر المسلمین من مدارس النصاریٰ۔

۲۴- جامع الثناء علی اللہ وہو یشتمل علی جملۃ من احزاب اکابر الاولیاء۔

۱؎ یہ ضخیم کتاب عربی میں ہے مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد پاکستان سے شائع ہو چکی ہے

۲؎ درود شریف کے موضوع پر بڑی جامع کتاب ہے ۱۳۱۶ھ میں بیروت میں پہلی بار شائع ہوئی۔ مکتبہ حامد گنج بخش روڈ لاہور نے اس کے کچھ حصہ کا ترجمہ شائع کیا ہے۔

۳؎ یہ قصیدہ سو صفحات پر مشتمل ہے کتاب سعادۃ الدارین کے آخر میں بطور ضمیمہ ملحق ہے۔

۴؎ مختصر الحصن الحصین از علامہ محمد بن محمد بن محمد الجزری

۵؎ یہ رسالہ پہلے ۱۳۲۹ھ میں چھپا۔ اس میں قرآن مجید اور احادیث سے اللہ تعالیٰ کے ۱۶۹ نام جمع کر کے پھر ان کو نظم کیا حال ہی میں اسے مکتبہ اشرفیہ مریدکے منڈی ضلع شیخوپورہ نے پاکٹ سائز میں شائع کیا۔

۶؎ یہ ۲۵۰۹۶ اشعار کا ضخیم مجموعہ ہے۔ علامہ نبہانی کا یہ وہ کارنامہ ہے جس پر عربی ادب کو ہمیشہ ناز رہیگا

۲۵- مفرج الکروب -

۲۶- حزب الاستغاثات -

۲۷- احسن الوسائل فی النظم اسماء النبی الکامل -

۲۸- کتاب الاسماء فیما لسیدنا محمد من الاسماء -

۲۹- البرہان المسدد فی اثبات نبوۃ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم -

۳۰- دلیل التجار الی اخلاق الاخیار -

۳۱- الرحمۃ المہداۃ فی فضل الصلوٰۃ - ۱

۳۲- حسن الشرعۃ فی مشروعیۃ صلوٰۃ الظہر بعد الجمعہ -

۳۳- رسالۃ التحذیر من اتخاذ الصور والتصویر -

۳۴- تنبیہ الافکار لحکمۃ اقبال الدنیا علی الکفار -

۳۵- سبیل النجاۃ فی الحب فی اللہ والبغض فی اللہ -

۳۶- القصیدۃ الرائیۃ الکبریٰ ۲ -

۳۷- سعادۃ الانام فی اتباع دین الاسلام -

۳۸- مختصر ارشاد الحیاریٰ -

۳۹- قصیدۃ الرائیۃ الصغریٰ فی ذم البدعۃ ومدح السنۃ الغراء ۳ -

۴۰- جواہر البحار فی فضائل النبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم ۴ -

۴۱- تہذیب النفوس فی ترتیب الدروس -

۴۲- مختصر ریاض الصالحین للنووی

---

۲ اس قصیدہ میں سات سو پچاس اشعار ہیں -

۳ اس قصیدہ میں پانچسو پچاس اشعار ہیں -

۴ یہ کتاب چار جلدوں میں مصر سے چھپی۔ جلد اول کے حصہ ۱ ، ۲ کا اردو ترجمہ مکتبہ حامدیہ لاہور سے شائع ہو چکا ہے -

۱ اس کتاب کا ترجمہ حافظ محمد طاہر نجمی ایم اے نے کیا ہے جو کہ "نماز کی اہمیت و فضیلت" کے نام سے مرکز تحقیقات اسلامیہ لاہور نے ۱۹۹۵ میں شائع کر دیا ہے

۴۳۔ اتحاف المسلم جعلہ خاصا بماذکرہ صاحب الترغیب والترہیب من احادیث البخاری و مسلم۔

۴۴۔ جامع کرامات الاولیاء۔ [1]

۴۵۔ رسالہ فی اسباب التالیف۔

۴۶۔ دیوان المدائح المسمیٰ العقود اللؤلؤیۃ فی المدائح النبویہ۔

۴۷۔ الاربعین، اربعین من احادیث سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

۴۸۔ الدلالات الواضحات شرح دلائل الخیرات۔

۴۹۔ المبشرات المنامیہ

۵۰۔ صلوات الثناء علی سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم۔

۵۱۔ قصیدہ القول الحق فی مدح سید الخلق صلی اللہ علیہ وسلم۔

۵۲۔ شواہد الحق فی الاستغاثۃ بسید الخلق صلی اللہ علیہ وسلم۔ [2]

۵۳۔ الصلوات الفیہ فی الکمالات المحمدیہ۔

۵۴۔ ریاض الجنۃ فی اذکار الکتاب والسُنۃ۔

۵۵۔ الاستغاثۃ الکبریٰ باسماء اللہ الحسنیٰ۔

۵۶۔ جامع الصلوات وجامع السعادات علی سید السادات۔ (یہ کتاب الرحیم اکیڈمی لیاقت آباد کراچی سے شائع ہو چکی ہے)

۵۷۔ الشرف فی المؤبد لآل محمد صلی اللہ علیہ وسلم [3]۔

۵۸۔ الانوار المحمدیہ مختصر المواہب اللدنیہ۔ [4]

۵۹۔ صلوات الاخیار علی النبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم۔

---

[1] یہ کتاب دو جلدوں میں ہے پہلی جلد کا اُردو ترجمہ مکتبہ حامدیہ لاہور سے شائع ہو چکا ہے

[2] مسئلہ توسل و استعانت پر اس بے مثل کتاب کا اُردو ترجمہ حامد اینڈ کمپنی اُردو بازار لاہور سے شائع ہو چکا ہے

[3] اس کتاب کا اردو ترجمہ رضا پبلی کیشنز لاہور سے شائع ہو چکا ہے۔

[4] سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر لکھی گئی اس کتاب کا اردو ترجمہ مکتبہ نبویہ لاہور سے شائع ہو چکا ہے۔

۶۰۔ تفسیر قرۃ العین من البیضاوی والجلالین۔

۶۱۔ البشائر الایمانیہ فی المبشرات المنامیہ۔[1]

۶۲۔ الاسالیب البدیعۃ فی فضل الصحابۃ واقناع الشیعۃ۔[2] طبع بیروت ۱۳۱۲ھ صفحات ۱۴

۶۳۔ خلاصۃ البیان فی بعض مآثر مولانا السلطان عبد الحمید الثانی و اجدادہ آل عثمان (السلطان ۱۳۲۶ھ) مطبوعہ المطبعۃ الادبیہ بیروت ۱۳۱۲ھ ۱۸۹۴ء صفحات ۱۱

۶۴۔ الاحادیث الاربعین فی وجوب طاعۃ امیر المومنین

آپ کی تالیفات کی کثرت، موضوع و اسلوب کی جدت اور معلومات کی وسعت نے آپ کو "سیوطیِ وقت" کے لقب سے نوازا۔ جبکہ شعر کے گداز اور مدحِ رسالت کے ذوق نے انہیں "بوصیریِ عصر" کا خطاب دیا۔ آپ بیک وقت ایک پختہ مشق شاعر، کہنہ مشق ادیب، قابلِ اعتماد عالم، لائقِ استفادہ صوفی اور فیض بخش مصنف تھے۔[3]

علامہ نبہانی راسخ العقیدہ سُنی مسلمان اور سچے عاشقِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تھے کسی شخص یا گروہ کو بارگاہِ رسالت میں گستاخ اور بے ادب پاتے تو بے دھڑک اس کی تردید فرماتے۔ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے بارے میں لکھا کہ!

"وہ ابنِ تیمیہ کے پانچ سو سال بعد آیا اور اس کی بدعت کو زندہ کر کے ایسے فتنے اُٹھائے کہ ان کے سبب شر اور بلا عام ہو گئی، خون کے سمندر بہا دیئے گئے اور اتنے مسلمانوں کی جانیں تلف کی گئیں کہ ان کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے"[4]

فرقہ وہابیہ غیر مقلدین کے بارے میں فرماتے ہیں!

"جو لوگ فرقہ وہابیہ کے عمل و کردار پر خوشیاں مناتے ہیں اگرچہ خود ان کے لیے تو دین میں کوئی حصہ نہیں، مگر پھر بھی وہ ضعیف العقل طلبہ و عوام اہلِ اسلام کے عقائد تباہ کرنے پر لگے ہوئے

---

[1] یہ کتاب الدلالات الواضحات کے آخر پر طبع ہے۔

[2] یہ فہرست کتب علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف شواہد الحق مطبوعہ مصر کے صفحہ ۱۰، ۹ سے نقل کی گئی ہے

[3] پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی، مضمون علامہ یوسف نبہانی ایک عظیم مدح نگار، ماہنامہ نعت لاہور، شمارہ فروری ۱۹۹۳ء، صفحہ ۱۸ بحوالہ فہرس الفہارس والاثبات جز ثانی، صفحہ ۱۱۰۷۔

[4] شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی، شواہد الحق (عربی) مطبوعہ مصر ۱۳۸۵ھ ص ۵۶

ہیں، وہ مدعی اجتہاد ہیں مگر زمین میں درپے فساد ہیں، اہل سُنّت کے مذاہب حنفی، شافعی، مالکی حنبلی) میں سے کسی پر بھی جو سبیل ارشاد و راہ صواب ہے گامزن نہیں ہوتے۔ شیطان ان میں سے یکے بعد دیگرے نئی نئی جماعتیں تیار کرتا رہتا ہے جو اہل اسلام کے ساتھ برسرِ پیکار رہتی ہیں اور ختم ہونے کی بجائے روبہ ترقی ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ ہی کا ازلی فیصلہ اور اس کی مشیت و قضاء ہے جس کی حکمت و مصلحت صرف خواص ہی جان سکتے ہیں۔

میں وہابیت کے چاہنے والوں میں سے ایک شخص کو ذاتی طور پر جانتا ہوں، وہ پہلے شافعی مسلک پر تھا پھر اس کا وہابیہ کے مدح خوانوں کے ساتھ رابطہ ہوا، حالانکہ ان کا فسق و فجور اس پر واضح تھا، ان کے احوال و افعال بدترین تھے اور عقائد و نظریات فاسد و مختل، اس شخص نے ابن تیمیہ اور وہابیہ کی کتابیں دیکھیں، شیطان نے وہابیہ کی بدعات شنیعہ کو مزین کر کے پیش کیا جس کے باعث اس نے آئمہ کرام اور علماء شریعت کی مخالفت اختیار کر لی اور وہ اپنے صحیح مسلک سے پھر گیا، پھر اس نے مجتہد ہونے کا دعویٰ کر دیا، وہ نہ صرف وہابی ہوا بلکہ وہ اس غلط مذہب کا مبلغ بھی بن گیا اور اپنے خیال فاسد اور عقل قاصر سے اس مذہب کی تقویت کا سامان بنانے لگا، لوگوں کو وہابیت کی طرف بلاتا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء صالحین کے حق میں غلط نظریات و عقائد کو بنا سنوار کر لوگوں کے سامنے پیش کرتا۔

پہلے وہ انتہائی خوبصورت اور حسین و جمیل تھا، مگر جب وہابیت اختیار کی اور اس جہانِ فانی سے چل بسا تو میں نے ۴ ذیقعدہ ۱۳۲۲ھ کو خواب دیکھا کہ اس کا چہرہ سیاہ تھا جیسے حبشی البتہ زنگیوں کی نسبت سیاہی قدرے کم تھی، اس کی سیاہ رنگت میں کوئی کشش اور جاذبیت تک نہ تھی، بلکہ اس کی ہیئت و شکل سے وحشت و بربریت ٹپکتی تھی، میں نے اس سے دریافت کیا کہ تجھے کیا ہوا، تیرا چہرہ اس قدر کالا کیوں ہے؟ وہ خاموش رہا اور کوئی جواب نہ دے سکا۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔ آمین۔ [1]

---

[1] علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی، شواہد الحق (اردو) مطبوعہ لاہور ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸ء ص ۴۹۔

علامہ نبہانی علیہ الرحمہ اپنی ایک دوسری کتاب میں فرماتے ہیں!

میں نے ۲ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ پیر کی شب خواب میں دیکھا کہ میں قرآن پاک کی آیات مبارکہ بکثرت تلاوت کر رہا ہوں، مجھے اس وقت وہ آیات خصوصیت کے ساتھ یاد نہیں ہیں البتہ اتنا یاد ہے کہ ان میں بعض انبیاء کرام کے اوصاف، دشمنوں کے خلاف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی امداد اور انہیں صبر کا حکم تھا، خصوصاً حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ صلی علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا ذکر تھا، بہت دیر تک میں ان آیات کو پڑھتا رہا اور اسی حالت میں بیدار ہو گیا، میں نے اس خواب کی یہ تعبیر کی کہ ان مبتدین محمد عبدہٗ مصری (غیر مقلد) کی جماعت کی طرف اشارہ ہے، میں نے پانچ سو اشعار پر مشتمل قصیدہ الرائیہ الصغریٰ میں ان کی اور ان کے شیخ (محمد عبدہٗ) اس کے شیخ جمال الدین افغانی اور محمد عبدہٗ کے شاگرد جریدہ المنار کے ایڈیٹر اور ان سب سے زیادہ شریر رشید رضا مصری کی مذمت کی ہے، میں نے اس قصیدہ کو صغریٰ (چھوٹا) اس لیے کہا ہے کہ میں نے اس سے ایک بڑا قصیدہ لکھا ہے جو سات سو پچاس اشعار پر مشتمل ہے، اس میں ملتِ اسلامیہ کے اچھے اوصاف اور دوسری موجودہ ملتوں (عیسائیوں) وغیرہ کے قبیح اوصاف بیان کئے ہیں، نتیجہ یہ نکلا کہ دونوں فریق میری عداوت اور اذیت میں متفق ہو گئے، لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے شر سے محفوظ رکھا۔

میں نے اس خواب کا اشارہ ان اشرار کی طرف اس لیے سمجھا کہ اس خواب سے تین دن پہلے ان میں سے ایک شخص میرے گھر آیا اور از راہ ہمدردی مجھے کہنے لگا کہ میں محمد عبدہٗ اور جمال الدین افغانی سے تعرض نہ کروں، کیونکہ ان کی جماعت میرے قصیدے کے سبب ناراض ہے اور مجھے اذیت دینا چاہتی ہے۔[1]

ان اقتباسات کو یہاں نقل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ علامہ نبہانی علیہ الرحمہ کس قدر راسخ العقیدہ مسلمان و مومن تھے اور حق کی حمایت کرنے میں کسی کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔

---

[1] علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی ضمیمہ الدلالات الواضحات شرح دلائل الخیرات، (عربی) مطبوعہ مصر ۱۹۵۵ء ص ۱۳۹

علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمہ، امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نہ صرف ہم عصر تھے بلکہ افکار و نظریات میں ہم آہنگ تھے، امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ کی تصنیف "الدولۃ المکیہ" پر آپ نے بہترین تقریظ لکھی، آپ فرماتے ہیں۔

"سید عبد الباری سلمہ (ابن سید ابن رضوان مدنی) نے یہ کتاب الدولۃ المکیہ میرے پاس بھیجی، میں نے اوّل سے آخر تک اس کا مطالعہ کیا اور تمام دینی کتابوں میں بہت نفع بخش اور مفید پایا، اس کے دلائل بہت قوی ہیں جو بڑے امام اور علامہ اجل سے ہی ظاہر ہو سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے راضی رہے اور نوازشات سے انہیں راضی رکھے اور ان کی پاکیزہ امیدوں کو بر لائے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے بارگاہ الٰہی میں دعا ہے کہ وہ اس کتاب کے مصنف جیسے افراد زیادہ سے زیادہ پیدا فرمائے جو آئمہ علام ہوں، اسلام کے حامی ہوں اور کفار اور اہل بدعت کے رد میں مشغول رہیں، ایسے علماء عظیم مجاہد اور دین کی حدود کے محافظ ہیں۔"[1]

علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۵۰ھ / ۱۹۳۲ء میں بیروت (لبنان) میں وصال فرمایا اور اپنے آبائی گاؤں اجزم (مقبوضہ فلسطین) میں دفن ہوئے۔[2]

---

[1] تقاریظ الدولۃ المکیہ، مطبوعہ کراچی ۱۳۷۴ھ / ۱۹۵۵ء ص ۴۷۷

[2] مولانا عبد الحکیم شرف قادری، علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی، رسالہ نقوش لاہور رسول نمبر جلد ۱، ص ۶۹۷۔

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه اجمعين والتابعين لهم باحسان الى يوم الدين
اما بعد فلما تشرفت بالمجاورة في اعتاب سيد المرسلين في بلدته الطاهرة ومدينته المنورة في هذا
العام ١٣٢٣ هجرية طلب مني بعض العلماء الافاضل من اهل السنة والعترة الطاهرة اهل المدينة
المنورة وهو السيد محمد عبد الباري بن العلامة السيد محمد امين رضوان نفعني الله ببركاته وبركات
اسلافه الطيبين الطاهرين ان اقرظ هذا الكتاب المسمى بالدولة المكية بالمادة الغيبية تاليف الامام
الشيخ احمد رضا خان الهندي وكان قبل ذلك كاتبني الى بيروت في هذا المعنى الشيخ الفاضل العالم
الكامل العامل الشيخ محمد كريم الله الهندي فلما ارسل الي هذه المرة السيد محمد عبد الباري حفظه الله تعالى قرأته
من اوله الى آخره فوجدته من انفع الكتب الدينية واصدقها لهجة واقواها حجة ولا يصدر مثله الا من
امام كبير علامة نحرير فرضي الله تعالى عن مؤلفه وارضاه وبلغه من كل خير مناه اما ما يتعلق بالرد على
الوهابية ومن يدعي الاجتهاد المطلق في هذا الزمان فقد استوفيته في كتابي شواهد الحق
في الاستغاثة بسيد الخلق صلى الله تعالى عليه وسلم واما ما يتعلق في علم رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
الغيب بتعليم الله تعالى فقد استوفيت الكلام عليه في كتابي المذكور وكتابي حجة الله على العالمين
في معجزات سيد المرسلين صلى الله تعالى عليه وسلم واختم كلامي بسؤال الحق تعالى بجاه هذا النبي
الكريم افضل الصلاة والتسليم ان يكثر من امثال مؤلف هذا الكتاب الائمة الاعلام حماة الاسلام
المتصدين للرد على الكفرة والمبتدعين اللئام فانهم من افضل المجاهدين الذابين عن
حوزة الدين والحمد لله رب العالمين وكتب ذلك بقلمه الفقير الحقير يوسف بن اسماعيل
النبهاني في المدينة المنورة في صفر الخير ٣/ ١٣٢٣ هـ   صورة الختم

النبهاني
يوسف

(ترجمہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

"تمام خوبیاں اللہ کے لیے جو سارے جہان کا رب ہے اور اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرمائے ہمارے سردار محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ان کی آل اور تمام اصحاب پر اور ان پر جو خوبی اور اخلاص کے ساتھ قیامت تک انکے پیرو ہیں۔

بعد حمد و نعت جب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانۂ اقدس کی زیارت سے مشرف ہوا، بلدہ طاہرہ مدینہ منورہ میں اس سال ۱۳۲۳ھ میں اہل سنت کے بعض افاضل علماء سے اور اہل مدینہ منورہ کی پاک عترت سے بالخصوص سیدی عبدالباری ابن علامہ سید امین رضوان رضی اللہ عنہ اور انکے پاک وطاہر اسلاف کی برکات سے مجھے سود مند کرے) مجھ سے خواہش کی کہ میں اس کتاب الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ پر تقریظ لکھوں جو امام علامہ شیخ احمد رضا خاں کی تالیف ہے اور اس سے پہلے اسی مقصد کے لیے شیخ فاضل عالم باعمل شیخ کریم اللہ ہندی نے بیروت کے پتہ پر مجھ سے خط و کتابت کی تھی، تو جب اس دفعہ سید الباری سلمہ المولیٰ تعالیٰ نے یہ کتاب میرے پاس بھیجی تو میں نے اس کو شروع سے آخر تک پڑھا اور تمام دینی کتابوں سے بہت زیادہ نفع بخش اور مفید پایا، اس کی دلیلیں بڑی قوی ہیں جو ایک امام کبیر علامہ اجل کی طرف سے ظاہر ہو سکتی ہیں۔ اللہ راضی ہے اس عالم کے مصنف سے اور اپنی عنایتوں سے ان کو راضی کرے اور ان کی تمام پاکیزہ امیدوں کو بر لائے، بہرحال جہاں تک مسئلہ وہابیوں کی تردید کا تعلق ہے اور جو اس زمانہ میں اجتہاد مطلق کا دعویٰ کیا جاتا ہے تو میں نے اس مسئلہ کو تمام و کمال اپنی کتاب میں بیان کر دیا ہے جس کا نام شواہد الحق فی الاستغاثہ بسید الخلق (صلی اللہ علیہ وسلم) اور رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غیب سے جو باتیں متعلق ہیں تو میں نے اس سلسلہ میں بھی اپنی کتاب مذکور میں پوری بحث کی ہے نیز ایک دوسری تصنیف حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین (صلی اللہ علیہ وسلم) میں بھی اس پر تفصیلی گفتگو کی ہے۔ میں اپنا بیان ختم کرتا ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے بارگاہ الٰہی میں دعا کرتے ہوئے کہ وہ اس کتاب کے مصنف جیسے افراد زیادہ سے زیادہ پیدا کرے جو آئمہ اعلام ہوں، اسلام کے حامی ہوں، کفار اور ذلیل بدعتیوں کی تردید میں مشغول ہوں، ایسے علماء بزرگ مجاہد اور دین کی حدود کے محافظ، تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں، لکھا اس کو اپنے قلم سے فقیر حقیر یوسف ابن اسمٰعیل نبہانی نے مدینہ منورہ میں صفر الخیر ۱۳۳۱ھ میں۔ ؎

؎ معارف رضا ۱۹۹۴ء سالانہ شمارہ ۱۴ صفحہ ۴ کراچی

ایک عظیم درود شریف کی اجازت

حضرت علامہ شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت شیخ سیدی حافظ محمد عبد الحی بن شیخ عبد الکبیر کتانی فاسی علیہم الرحمہ (المتوفی ۱۳۸۱ھ) نے ہمارے شیخ حضرت سیدی ابراہیم سقا مصری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۹۸ھ) کے شیخ حضرت محمد صالح بخاری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۶۳ھ) کی ایک تحریر دکھائی جو آپ (شیخ عبد الحی) کی اجازت میں تحریر تھی، حضرت صالح بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت حضرت رفیع الدین قندھاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۷۱ھ) کی یہ اجازت بہت مشہور ہے، (میں نبہانی) نے یہ اجازت اپنی کتاب "ہادی المرید الی طرق الاسانید" میں ذکر کی ہے، حضرت شیخ محمد صالح بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی وہ تحریر جو صاحبزادہ عبد الحی نے مجھے دکھائی اس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک بلیغ درود شریف تحریر ہے اور اس کی فضیلت اور سند بھی تحریر کی ہے، یہ درود شریف ایک مرتبہ پڑھنا ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنے کے برابر ہے۔

یہ بات سیدی شیخ محمد صالح بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سیدی شیخ عمر بن مکی رحمۃ اللہ علیہ اور انہوں نے حضرت شیخ قاضی شمہورش رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کی۔ درود شریف یہ ہے۔ قارئین کو علامہ نبہانی علیہ الرحمہ کی طرف سے پڑھنے کی اجازت ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا بِقَدْرِ عَظَمَةِ ذَاتِكَ فِيْ كُلِّ وَقْتٍ وَّحِيْنٍ۔ [1]

ترجمہ: اے اللہ! آپ ہمارے آقا حضور محمد رسول اللہ پر جو آپ کے بندے اور رسول ہیں جو نبی اُمّی ہیں اور آپ کی آل واصحاب پر صلوٰۃ وسلام بھیجیں اتنا شاندار درود وسلام جو آپ کی ذات کی عظمت کی قدر کے مطابق ہو اور جاری وساری رہے۔"

---

[1] شیخ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی، جامع کرامات الاولیاء (اردو) مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء، صفحہ ۹۱۶